

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

موت ایک اٹل حقیقت

دنیا کو حضور نے قید خانہ سے تشبیہ دی جیل، سختی، تنگی، پریشانی اور مشقت وغیرہ کا نام ہے اور دنیا میں بھی مسلمان انہی تکالیف کا شکار رہتا ہے، اکثر و بیشتر ایمان و عقیدہ کے محفوظ رکھنے کی فکر، کبھی مال کی پریشانی تو کبھی اولاد کی کبھی معاشرتی تو کبھی معاشی الغرض قدم قدم پر آزمائشیں اور ابتلا ہی ابتلاء اگر کسی وقت اطمینان و سکون میسر بھی آجائے پھر بھی اس سکون و راحت کے مقابلہ میں جو موت کے بعد جنت میں ملنے والی ہے کوئی حیثیت ہی نہیں تو اس دنیا کی پھر بھی اس کی نظر میں قید خانہ اور قحط سے زیادہ حیثیت نہیں، ہر لمحہ ایک صالح و باکردار مسلمان کا شوق رہتا ہے کہ اس محنت و مشقت بھری دنیا سے نجات و رہائی پا کر دارالبقاء کی طرف منتقل ہو جائے۔

موت کو کثرت سے یاد کرو:

ہم میں سے بہت سے مسلمان جو دنیا کی طلب میں اس کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ موت اور عاقبت کو بھول کر دنیا کی لذتوں میں گم ہو چکے ہیں، جبکہ حضور ﷺ کا واضح فرمان ہے کہ **عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرُ وَادَّكَرْهَا ذِمَّ اللَّذَاتِ فَإِنَّهُ مَا ذَكَرَهُ أَحَدٌ فِي ضَيْقٍ مِنَ الْعَيْشِ إِلَّا وَسَّعَهُ عَلَيْهِ وَلَا فِي سَعَةِ الْأَضْيَاقِ عَلَيْهِ (رواہ المزاز)** ”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز جو کہ موت ہے کو کثرت سے یاد کرو کیونکہ جو بھی اسے تنگی کے زمانہ میں یاد کرے گا اس پر فراخی ہوگی اگر عیش و راحت میں ہو تو موت کی یاد کی وجہ سے اس پر تنگی آئے گی۔

وجہ یہ ہے کہ جب تکلیف کی حالت میں موت کو ہر وقت نظر کے سامنے رکھے گا تو اپنے سکون اور مصیبت پر پریشان ہونے کی بجائے سکون حاصل ہوگا کہ موت کی سختی کے مقابلہ میں باقی تمام سختیاں ہچ ہیں۔ اور خوشحالی اور فراخی کے دور میں یاد کرے گا تو دنیوی فراوانی اور خوشحالی کی وجہ سے جن خرمستیوں اور گناہوں کا امکان ہے فانی ہونے کے تصور سے ان گناہوں میں مبتلا ہونے سے بچ جائے گا، ہر دو حالتوں میں موت کا تصور فائدہ مند ہے۔

جب موت کا وقت مقررہ آ پہنچے:

قرآن و حدیث مسلمانوں کو ہر وقت موت و مابعد الموت کی حالت کی یاد اور اس کے لئے تیاری کی دعوت دے رہا ہے۔ حضور ﷺ نے اس شخص کو **رَسَائِلُ** کرنے والا اور اس کے لئے

تیاری کرنے والا ہو۔ ہمارے عرف اور اصطلاح میں عقلمند اس کو کہا جاتا ہے جو دنیا کے داؤ پیچ کا ماہر اور زیادہ کمانے والا ہو، کاروبار میں منافع کے لئے جائز اور ناجائز کی تمیز کئے بغیر ہر قسم کے حربے استعمال کرنے میں ممتاز اور معاشرہ میں سب سے زیادہ عیار اور مکار ہو اور اپنے ہر ضرورت اور حاجت کو پورا کرنے کے لئے اوروں پر سبقت حاصل کرنے کا ماہر ہو حالانکہ دنیا کے ہر ضرورت کا خاتمہ ایک نئی ضرورت پر ہوتا ہے اور اس کا اختتام دوسری ضرورت پر ہوتا ہے۔ اور یہ نہ رکنے والا سلسلہ موت تک جاری رہتا ہے۔ موت کے لئے تیاری کی فرصت ہی نہیں ملتی، جب مقررہ وقت سر پر پہنچ جاتا ہے سوائے حسرت اور افسوس کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ پھر یہی تمنا باقی رہ جاتی ہے کہ رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق و اکف من الصالحین (ترجمہ) ”اے رب مجھے ذرا تو مہلت دی جاتی تاکہ میں خیرات دے دیتا اور نیک ہو جاتا“ (سورۃ المنافقون)۔ مگر اس وقت درخواست مسترد کر کے رب ذوالجلال فرماتے ہیں۔ ولئن يؤخر الله نفسا اذا جاء اجلها والله خبير بما تعملون (سورۃ المنافقون)۔ ترجمہ: ”اور اللہ تو ہرگز کسی کو مہلت نہیں دیتا جبکہ اس کا وقت آ جاتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو۔“

یعنی موت کا وقت سر پر پہنچنے کے بعد اگر کوئی انسان زندگی میں کچھ مزید اضافے کی درخواست کرے تو عادی اللہ ہے کہ وقت مقررہ سے ایک لمحہ بھی زیادہ مہلت نہیں دی جاتی۔ اگر کسی کی خواہش اور آرزو پر موت کے مقررہ وقت کا ٹلنا ہوتا تو حضرت سلیمان جیسے اعظم اور طویل القدر پیغمبر جب بیت المقدس کی تعمیر میں مصروف ہوئے اس وقت موت کے پیامبر نے آ کر دنیا سے رخصت ہونے کی اطلاع دی آپ نے خواہش کا اظہار فرمایا کہ بیت المقدس یعنی خانہ خدا کی تکمیل تک اگر مہلت دی جائے مگر آرزو قبول نہ ہوئی، معلوم ہوا کہ موت کا اٹل اور مقررہ فیصلہ کسی کی خواہش پر تبدیل نہیں ہوتا۔ ورنہ آپ دیکھ لیں یہاں درخواست دینے والا کون ہے؟ عظیم المرتبت پاک و معصوم نبی۔ اور تمنا کی غرض بھی کوئی دنیاوی مقصد کی تکمیل نہیں بلکہ اللہ کے گھر کو مکمل کرنا ہے۔ اس گھر کو جو منقبت و فضیلت اللہ نے دی ہے وہ بھی آپ مساجد ثلاثہ کے ضمن میں بار بار سن چکے ہیں۔

موت ایک ثابت شدہ حقیقت ہے:

اب تک معروضات سے یہ بات عیاں ہو چکی کہ موت ثابت شدہ حقیقت ہے اس سے چھٹکارا ناممکن ہے اور انسان کی خواہشات کو آنا فانا زیر و بر او تہس نہس کرنے والے اس انقلابی عمل کے وقوع پذیر ہونے کا وقت بھی اس کو معلوم نہیں۔ حضور ﷺ کے ارشاد عالیہ کے مطابق اگر صبح کا وقت اس کو ملے تو شام کا انتظار نہ کرے کسی کو معلوم نہیں کہ شام کو حیات مستعار کا حصہ اس کی قسمت میں ہے بھی یا نہیں۔ اور اگر شام کسی کو حاصل ہو تو صبح کے حصول کا یقین نہ کرے بلکہ زندگی کا جو لمحہ اس کو ملے اس کو رب العالمین کی خوشنودی کا سبب بننے والے اعمال میں صرف کر دے، ممکن

باقی صفحہ (۴۶ پر)